بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینے کی ۲-۶-۱۰-۱۴-۱۸-۲۲-۲۶-۳۰ تاریخ کو قادیان دار الامان سے شائع ہوتا ہے۔

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

قیمت پیشگی سالانہ

نوٹ

عیر کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

نمبر ۶۰ | قادیان دار الامان - مورخہ ۱۰ - دسمبر ۱۹۰۸ء - مطابق ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۲۶ ہجری المقدس | جلد ۱۲

مستقل سرمایہ جمع کرو!

کثرت سے تحریکیں ہوتی رہتی ہیں۔ اور کم و بیش اُن پر عمل درآمد بھی ہوتا رہتا ہے۔ مگر جو سوال میں آج قوم کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ وہ معمولی نہیں۔ قابل غور ہے۔ سلسلہ عالیہ کی ضروریات پر ایک سال کے اندر کسی صورت میں ایک لاکھ سے کم خرچ نہیں ہوتا۔ اور قوم اس خرچ کو ادا کرتی ہے۔ یہ رقم سال بسال قومی ضروریات کے دائرہ کی وسعت کے ساتھ ہی بڑھتی جاتی ہے۔ اور یوں قوم کا بوجھ بڑھتا رہا ہے۔

اگر ان بڑھتے ہوئے اخراجات کے لئے کوئی مضبوط انتظام نہ کیا جاوے۔ تو اس میں تو شک نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کوئی نہ کوئی راہ نکالتا رہیگا۔ جو یہ اخراجات پورے ہوتے چلے جائیں۔ مگر جہاں ہم اپنی ضروریات کے لئے مناسب جدوجہد کرتے ہیں۔ وہاں ہمارا یہ فرض ہے کہ اُن ضروریات کے لئے جو قومی ضروریات ہیں۔ بہت کچھ سوچ بچار کریں۔ کیونکہ اگر انتظام مناسب نہ کیا جائیگا۔ تو آئے دن دست سوال دراز کرنا شاید مناسب نہ ہوگا۔

علاوہ بریں ایک لاکھ کی رقم کا ہر سال قومی سرمایہ سے کم ہو جانا معمولی بات نہیں ہے۔ یہ فقرہ کسی قدر تشریح طلب ہے۔ قوم جیسا کہ میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ ہر سال ضروریات قوم کے لئے ایک لاکھ روپیہ دیتی ہے۔ اور یہ روپیہ چونکہ دوسرے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے۔ اس لئے بالکل واضح بات ہے۔ کہ قوم ہر سال اپنے سرمایہ میں سے ایک لاکھ روپیہ کم کر دیتی ہے۔ میں اس کو ایک مثال سے واضح اور کھولتا ہوں۔ فرض کرو۔ قومی سرمایہ کی مقدار ۲۰ لاکھ ہے۔ اور اس میں سے ایک لاکھ کی رقم ہر سال نکلی چلی جاتی ہے۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ ۲۰ سال میں یہ سرمایہ ختم ہو جائیگا۔ کہا جائیگا۔ کہ ۲۰ سال کے اندر **قومی سرمایہ** میں بھی افزائش ہوگی۔ مگر اس میں وہ اخراجات شامل نہیں ہوں گے۔ جو قومی سرمایہ دار و اگر اپنی ضروریات کے لئے کرنے پڑتے ہیں۔ اس لئے اس بیشی کو محسوب نہیں کرنا چاہئے۔

یا اس کو یوں سمجھ لو۔ کہ فرض کرو۔ کہ مدرسہ کے اخراجات کے لئے ہم ہر سال بیس ہزار خرچ کرتے ہیں اور یہ رقم قوم کے روپیہ میں سے نکل جاتی ہے۔ اور اس کی جگہ کوئی رقم داخل نہیں ہوتی۔ تو یہ صریح کمی قومی سرمایہ کی ہے یا نہیں۔ یہ مسئلہ علم اقتصاد کا ہے تاہم ایسا نہیں کہ سمجھ میں نہ آسکے۔

پس اس نقصان کو جو قومی سرمایہ کے لئے خطرناک نقصان ہے۔ روکنا اور اس کا انسداد کرنا ضروری ہے۔ اس سے یہی نہیں۔ کہ قومی نقصان ہے۔ بلکہ قومی ضرورتوں میں بھی دقتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور اس نقصان کا انسداد اور قومی ضرورتوں کی رکاوٹوں کا دور کرنا بجز اس کے نہیں ہو سکتا۔ کہ

انجمن کے ہاتھ میں مستقل سرمایہ ہو

اور انجمن اس سرمایہ کو کام میں لگا کر اسے آمدنی کا ذریعہ بنائے۔ انجمن کے روپیہ کا یوں ہی بیکار پڑا رہنا کسی صورت میں مفید نہیں ہو سکتا۔ مگر ابھی تک تو انجمن کے ہاتھ میں کوئی ایسی معتدبہ رقم نہیں۔ جس کو وہ کسی تجارتی کام میں یا ایسے محفوظ رنگ میں لگا سکے۔ جس سے اخراجات سلسلہ کے لئے ایک آمدنی کی صورت پیدا ہو۔

میں جو کچھ کہتا ہوں۔ خدا کے فضل سے کام کی بات کہ

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان دار الامان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

ہوں۔ اس میں غلطی کا ہونا یا اس تجویز میں کسی نقص کا ہونا بھی ممکن ہے۔ مجھے اپنی کسی رائے یا تجویز کے مکمل اور ناقابل خطا ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں اس کو برا مناتا ہوں۔ کہ کوئی اس پر نکتہ چینی کرے۔

اور اصل یہ ہے کہ تبادلہ خیالات سے ہی انسان صحیح واقعات پر پہنچ سکتا ہے۔ کسی قوم یا سوسائٹی کی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ کہ اسے اس کی غلطیوں پر اطلاع ملے۔ اس لئے میں ہمیشہ خوش ہوتا ہوں اور اپنی بہتری اور بھلائی کے لئے ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ کم از کم ان معاملات پر جن کا تعلق قوم کے سود اور بہبود سے ہو۔ ان لوگوں کو جو اہل الرائے اور اہل قلم ہیں بولنا چاہئے۔ یہی مقصد شوریٰ اور مجلسوں کی تہ میں کام کرتا ہے۔ بہرحال میں جو کچھ لکھتا ہوں یہ میری ذاتی رائے ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس میں غلطی ہو۔

میری غرض اس مضمون میں قوم کو انجمن کے لئے مستقل سرمایہ کی تجویز پر متوجہ کرنا ہے۔ اور یہ ایسی تجویز ہے۔ کہ اگر اس پر توجہ نہ کی گئی۔ تو قوم کے **قومی سرمایہ** میں معتدبہ کمی کا اندیشہ ہے۔ **اشاعت اسلام** کی مد میں اگر پانچ سو روپیہ ماہوار کا خرچ ہو۔ تو اسقدر سرمایہ جمع ہو جانا چاہئے۔ جو پانچسو روپیہ کی آمدنی اس سے ہو سکے۔ اور اس طرح یہ وہ ان اخراجات کا کفیل ہو۔ اسی غرض کو مدنظر رکھ کر میں نے **مستقل** کی تحریک کی تھی۔

انجمن نے اس رقم کو جو جمع ہو۔ خواہ وہ کسی قدر بھی ہو مستقل سرمایہ قرار دینے کی تجویز منظور کر لی ہے۔ لیکن یہ رقم ایسے طور پر پوری نہیں ہونی چاہئے۔ کہ اس کے لئے برسوں کا انتظار کرنا پڑے۔ اس لئے اس کام کو پوری کوشش اور توجہ سے شروع کرنا ضروری ہے۔ اور جس قدر جلد ممکن ہو۔ یہ پچیس ہزار روپیہ تو جمع ہو جاوے۔ تاکہ اسے کسی نفع بخش کام میں لگا کر اس کی آمدنی سے کسی ایک صیغہ کے اخراجات میں سہولت پیدا ہو۔ **مستقل سرمایہ** کا سوال ایک ضروری سوال ہے۔ جو قوم کو اس سال **احمدیہ کانفرنس** میں سوچنا چاہئے۔ اور اس کے متعلق **فیصلہ ہو کر کام کی صورتیں** اختیار کی جاویں۔ جس سے جلد تر یہ رقم پوری ہو جاوے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ بزرگان ملت اس تحریک کو مفید اور مؤثر بنانے کی فکر کریں گے۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہندسوں کا ایک ورق	میں نے اس سے پہلے ..... کسی اشاعت میں ذکر کیا تھا۔ کہ

اردو میگزین کا آخری ورق **سلسلہ عالیہ احمدیہ کے حالات** کا آئینہ ہوتا ہے۔ اور قوم کو اسے صرف ہندسوں کا ورق سمجھ کر یا توجہ ہی اس پر سے نہیں گذر جانا چاہئے۔ بلکہ پورا غور کرنا ضروری ہے۔ اور قومی اخبارات کا فرض ہے۔ کہ وہ اس **ورق** کے متعلق وقتاً فوقتاً قوم کو متوجہ کریں۔ یہ **ورق** میرے سامنے ہے۔ اور مجھے اس کو پڑھ کر دل میں درد پیدا ہوتا ہے۔

شفاخانہ کی ایک مد کے متعلق قوم کے معزز ڈاکٹروں کو میں نے توجہ دلائی تھی۔ کہ اس مد کا مقروض ہو جانا درست نہیں ہے اور بہت جلد یہ کمی پوری ہو جانی چاہئے۔ مگر اب اواخر سال پر تین سو سینتیس روپے ساڑھے چار آنہ کی یہ مد مقروض ہے۔ **مقبرہ بہشتی** کی ایک پائی بھی یکم دسمبر کو جمع نہیں ہے۔ **بیت المال** میں اڑھائی سو روپیہ کے قریب ہے۔ کیا یہ رقوم قوم کو اس کی ضروریات پر متوجہ نہیں کر سکتی ہیں؟

سالانہ جلسہ	سالانہ جلسہ کے لئے انجمن کی طرف سے ضروری

انتظام ہو رہا ہے۔ چونکہ اس مرتبہ گذشتہ سالوں سے بہت زیادہ احباب کے آنے کی توقع کی گئی ہے۔ جیسا کہ خطوط سے معلوم ہوا ہے اس لئے ان کی رہائش کے لئے ایک بہت بڑے چھپر کا انتظام کرنا پڑا۔ جس پر ایک معقول رقم خرچ آئے گی۔ اس کے علاوہ اور جو انتظامات کئے گئے ہیں۔ ان کی اطلاع وقتاً فوقتاً اخبار میں کی جاتی رہی ہے۔ اب وقت قریب ہے۔ اور یہ آخری پرچہ ہے جو جلسہ سے پہلے ہمارے بھائیوں کو ملیگا۔ اس لئے ایک آخری بات ان سے کہدینی ضروری ہے۔ کہ ہم سب جو یہاں ہیں آپ کو **قادیان آنے کے لئے خیر مقدم کہتے ہیں۔** اور امید کرتے ہیں۔ کہ آپ ان اغراض کو مدنظر رکھیں گے جن کے لئے آپ نے یہ سفر محض خدا کے لئے اختیار کیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی جزا ہو۔ اور ان برکات سے بہرہ ور کرے۔ جو اس سفر کا نتیجہ ہیں (آمین) جلسہ کا دنیوی اسباب اور رنگ میں کامیاب ہونا **قومی فنڈز** کی تکمیل پر منحصر ہے۔ اور یہ سوال آپ کے سامنے رہنا چاہئے۔ کہ اس کے لئے آپ نے کیا کرنا ہے؟

بین الاقوام اسلامی کانفرنس	یہ زمانہ تبلیغ کے لئے ازل سے بہترین اسباب

کے لئے مقدر ہو چکا تھا۔ کل دنیا اس وقت ایک شہر کا حکم رکھتی ہے۔ روس کے ایک سربرآوردہ مسلمان اسماعیل غصبر نسکی اس فکر میں ہیں۔ کہ روئے زمین کے مسلمانوں کی ایک کانفرنس قائم کی جاوے۔ جس میں اسلامی دنیا کے اخلاقی۔ تمدنی اور اقتصادی زوال کے بواعث پر غور کی جاوے اور اس کانفرنس کو پولٹیکل معاملات سے بالکل الگ رکھا جاوے

ایسی انجمن کا قیام فی الواقعہ ہمارے لئے انشاء اللہ العزیز **نفع بخش** اور مفید ہوگا۔ یہ انجمن ہمارا ہی راستہ صاف کرے گی۔ اس لئے کہ دنیا میں صرف یہی ایک سلسلہ ہے جو اسلام کی اشاعت اور مسلمانوں کی حقیقی اصلاح کا خواہشمند ہے۔ اور نہ از خود بلکہ خدا تعالیٰ نے اسے ہی برگزیدہ کیا ہے۔ اس انجمن کے پہلے اجلاس کے لئے قاہرہ دارالسلطنت مصر میں کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کانفرنس میں **احمدی سلسلے** کے کسی ممبر کا موجود ہونا انشاء اللہ خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ اور ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ اس موقعہ کے لئے ایک **موجز رسالہ** لکھا جاوے۔ جس میں مسلمانوں کے اسباب ضعف اور ان کی اصلاح پر بحث ہو۔ اور اگر غور کیا جاوے۔ تو ایسا جدید رسالہ لکھنے کی بھی حاجت نہ ہوگی۔ ہمارے سید و مولیٰ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر بہت کچھ لکھا ہے۔ اسے جمع کر دینا ہی کافی ہو سکتا ہے۔ یہ ایک موقع ہے۔ سلسلہ کی اشاعت کا۔ اور اسے ہاتھ سے کھونا نہیں چاہئے۔

میں تقریر کرونگا	صدر انجمن احمدیہ کے پروگرام جلسہ میں آخری دن کی شام کو میری تقریر ظاہر

کی گئی ہے۔ اگرچہ مجھے خدمت احباب سے بہت ہی کم وقت مل سکیگا۔ اور آخر سال کی وجہ سے انجمن کے ضروری کام سے آجکل بھی بہت ہی کم فرصت ملتی ہے۔ بلکہ قریباً نہیں ملتی۔ تاہم میں انشاء اللہ العزیز کوشش کرونگا۔ کہ تقریر کروں۔ اور احباب کو اپنے **خیالات** سے آگاہی کا موقعہ دوں۔ میری تقریر کا موضوع یا مضمون

آرگنازیشن یا انتظام قومی

ہوگا اور اس خیال سے کہ یہ مضمون محفوظ ہو جاوے میں اس کو پہلے سے لکھ دینے کے لئے سعی کرونگا۔ **وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ**۔

جلسہ پر آنے والے احباب یاد رکھیں	اوّل ٹکٹ

جو رعایتی شرح کے جاری ہوئے ہیں۔ وہ صرف ایک آدمی کے لئے ہیں۔ ان میں اندراج صاف ہو۔

۲۔ روانہ ہونے سے پہلے ہر شخص اپنے بستر پر اپنا نام اور پتہ لکھکر چٹ مضبوط لگا دے۔ اور اگر ایک جماعت ایک شہر یا گاؤں سے آنے والی ہو۔ تو اس جماعت کی پوری فہرست آنے والے احباب کے ساتھ۔ اور تمام بستروں کی بھی فہرست ہو۔ تاکہ بٹالہ سٹیشن پر پہنچتے ہی استقبالی کمیٹی کے آفیسر

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب کو دی جاوے۔

۳۔ بٹالہ سٹیشن پر ڈاکٹر صاحب اپنے دوسرے مددگاروں سمیت احباب کا استقبال کریں گے۔ اور اُن کی روانگی کے لئے مناسب انتظام۔ بستروں اور اسباب کے لئے گڈوں اور رہبریوں کا انتظام کیا گیا ہے۔ جن احباب کو یکہ چاہیئے۔ وہ بٹالہ پہنچنے کی تاریخ اور وقت سے اطلاع دیں سکرٹری انجمن احمدیہ کو اطلاع دیں۔ تا کہ وہ انتظام کرا دیں۔

۴۔ بٹالہ سٹیشن پر یہ انتظام ۲۵ کی صبح سے لیکر ۲۷ کی شام تک ہوگا۔ ان تاریخوں سے پہلے یا بعد میں آنے والے احباب کو خود انتظام کرنا پڑیگا۔ اور انہیں تکلیف ہوگی۔

۵۔ قادیان پہنچنے پر حافظ عبد الرحیم اور شیخ عبد الرحمن صاحب مہمانوں کو اُن کی فرودگاہ کا پتہ بتائیں گے۔ اور اُن کے لئے مناسب انتظام اُن کی رہائش کا کریں گے۔

۶۔ انتظام کو قائم رکھنے اور اپنے آرام کے لئے احباب انتظامی کمیٹی کے قواعد کو ملحوظ رکھیں گے۔

چودہری مولابخش کی چٹھی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

میں نے ہرچند کوشش کی۔ اور دُعا بھی کی۔ لیکن امسال دارالامان کی جلسہ مبارک پر شامل ہونے کے لئے کوئی راہ نہ نکلی بیرونجات کے اکثر احباب نے مجھ کو بذریعہ تحریر و تقریر جلسہ مبارک پر حاضر ہونے کے لئے مجبور کیا۔ اور میں نے اُن کے ساتھ صرف ایک دن کے لئے جلسہ پر جانے کے لئے وعدہ بھی کر لیا۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ میں اس وعدہ کو بھی پورا نہیں کر سکتا ہوں۔ اب میں آپ کے اخبار کے ذریعہ اُن دوستوں کی خدمت میں جن کے ساتھ میں نے وعدہ کیا تھا۔ اطلاع دیتا ہوں۔ کہ میں جلسہ مبارک پر حاضر ہونے سے مجبور ہوں۔ شرح کرایہ میں رعایت ہونے کے باعث اب سیالکوٹ سے بٹالہ تک انٹر میڈیٹ کلاس کے درجہ میں سفر کرنے پر صرف عمہ روپیہ کرایہ آنے جانے میں خرچ ہوگا۔ اور ایک روپیہ کرایہ یکہ بٹالہ سے دارالامان تک۔ اس مبارک موقعہ پر صرف مبلغ ۵ روپیہ کرایہ خرچ ہوتے ہیں۔ لیکن میں آپ کی خدمت میں مبلغ عـہ۱۰ روپیہ ارسال کرتا ہوں۔ آپ مبلغ صـہ۲۵ روپیہ والے فنڈ میں اس رقم کو جمع کرا دیں۔ کیونکہ بموجب رزولیوشن ۵۵۲ مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۰۸ء مجلس معتمدین مبلغ عـہ۱۰ روپیہ بھی اس فنڈ میں جمع ہو سکتے ہیں۔

میں یہ رقم سید حامد شاہ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ کی معرفت آپ کی خدمت میں بھیجتا۔ جیسا کہ میں اخبار بدر مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۰۸ء میں عرض کر چکا ہوں۔ لیکن حضرت شاہ صاحب موصوف نے یہاں سے ۲۴ تاریخ کو روانہ ہونا ہے اور اُن کے پہنچنے پر فی الفور کارروائی جلسہ شروع ہو جاویگی۔ اور میری غرض اس تحریک سے یہ تھی۔ کہ وہ تمام دوست جن کو میری طرح کسی اشد ضروری وجوہات کے باعث شمولیت جلسہ نصیب نہ ہوتی ہو۔ وہ اپنے آنے جانے کا خرچ اس فنڈ میں جمع کرا دیں۔ اور یہ تحریک قبل از کارروائی جلسہ ہی مفید ہو سکتی ہے۔ اس لئے قبل از کارروائی جلسہ مبلغ عـہ۱۰ روپیہ ارسال خدمت بذریعہ منی آرڈر کرتا ہوں۔ کہ محاسب صاحب کو دے کر رسید بھجوا دیں۔

آجتک مجھ کو جس قدر دوست ملے ہیں۔ میں نے زبانی ہی اُن سب کو ایک روپیہ نذرانہ ادا کرنے کی تاکید کر دی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ سب دوست ایک ایک روپیہ نذرانہ ادا کریں گے۔ بلکہ اکثر دوستوں نے یہ وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ اس نیک رسم کو جاری رکھیں گے۔ والسلام

الراقم

حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی موعود کا ادنےٰ خادم بندہ مولابخش بھٹی احمدی سیالکوٹی۔

ایک نہائت مفید و کار آمد نسخہ گھر میں صابون بنانے کا

پچھلے دنوں ایک شخص لائل پور میں اخبارات میں اشتہارات دے کر اس نسخہ کو مبلغ پانچ روپیہ کو بیچتا رہا ہے۔ اور اب تک وہ بیچ رہا ہے۔

میں نے خوب تجربہ کیا ہے۔ اور اکثر میں خود اپنے گھر کے لئے یہ تیار کر چھوڑتا ہوں۔ اس سے کپڑے نہائت صاف اور سفید دُھلتے ہیں۔ درحقیقت یہ نسخہ صابون بہت اعلیٰ درجہ کا ہے۔ میں اسے فائدہ عام کے لئے نیچے درج کرتا ہوں۔ مگر یہ التجا ہے۔ کہ جو صاحب اس نسخہ کو تحریر فرماویں یا یاد کریں۔ یا پڑھیں۔ وہ میرے لئے دعا ضرور فرماویں کہ اللہ جل جلالہٗ مجھے دین اور دُنیا کی حسنات عنائت فرماوے۔

نسخہ معہ ترکیب یہ ہے۔ **نوٹ** ۔ جو اس کی ترکیب ہے۔ اسی طرح کریں۔ ورنہ صابون نہیں بنے گا۔

عـ۱۔ ایک چھٹانک، سوڈا کاسٹک ۱۱۱ یا ۱۱۱ کا (بازار سے مل جاتا ہے۔ اور روپے کا دو سیر ملتا ہے۔ ایک چھٹانک کے تین پیسے لیتے ہیں) اس کو تین چھٹانک، پانی میں بھگو رکھیں یہ پانی ہو جائے گا۔ مگر شب بھر بھیگا رہے۔ **نوٹ** اس کو ہاتھ نہ لگا دیں۔ کیونکہ یہ جلا دیتا ہے۔ کسی برتن میں لے آویں پانی میں بھگونے کے بعد لکڑی سے ہلاتے رہیں۔

عـ۲۔ میٹھا تیل ایک پاؤ میں ایک چھٹانک چربی گلا لیں۔ پھر تیل علیحدہ کر لیں۔ ٹھنڈا ہونے دیں۔ یہاں تک کہ شیر گرم رہ جاوے۔

اب عـ۲ میں عـ۱ ملانا شروع کریں۔ مگر آہستہ آہستہ ملاویں۔ اور ایک لکڑی سے ہلاتے جاویں۔ یہاں تک کہ عـ۱ بالکل ختم ہو کر تیل میں مل جاوے۔ ازاں بعد سوڈا سادہ ایک چھٹانک ڈلی سفوف کر کے مرکب میں آہستہ آہستہ ملاتے ہوئے لکڑی سے ہلاتے جاویں۔ یہ اب صابون تیار ہو گیا۔ اسے جس برتن میں آپ ڈالیں گے۔ اُسی کی شکل اختیار کریگا پھر اسے اٹھوا کر ہوادار کمرہ میں رکھدیں۔ جب خشک ہو جاوے۔ استعمال فرماویں۔ کپڑے سفید کرنے میں بےنظیر ہے۔

نوٹ:۔ یاد رہے کہ نسبت مذکورہ بالا وزن کے لحاظ سے کمی بیشی نہ ہو۔ اگر زیادہ بناویں۔ تب بھی یہی نسبت ہو۔

الراقم

خاکسار احمد حسین احمدی لائل پوری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مراسلات

جناب مکرم بندہ ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم قادیان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے جو مولوی ابو سعید صاحب عرب کو بکمال عنائت و شفقت ہم دور افتادوں کی خیر و عافیت دریافت کرنے کے لئے روانہ فرمایا تھا۔ اُس کے شکریہ کا عریضہ جو حضرت امیر المومنین کی خدمت میں انجمن کی جانب سے روانہ کیا گیا ہے۔ اُس کی ایک نقل اطلاعاً مرسل ہے۔ براہ کرم اپنے اخبار گوہر بار میں درج فرما کر مشکور فرماویں۔

میر محمد سعید سکرٹری انجمن احمدیہ حیدر آباد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بعالی خدمت خلافت مآب خلیفۃ المسیح والمہدی امیر المومنین حضرت اعلیٰ نور الدین ادام اللہ فیوضہٗ و برکاتہٗ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ جماعت احمدیہ حیدر آباد حضرت خلافت پناہی کا کس زبان سے شکریہ ادا کرے۔ کہ ان ایام نمونۂ حشر میں جبکہ آیہ شریفہ یوم یفر المرء من اخیہ و

اللہ و ابیہ و صاحبتہ و بنیہ کا مضمون اہالیان دکن پر پورے طور سے صادق آ رہا تھا۔ بکمال شفقت و مرحمت کئی رجسٹرڈ خطوط و تار روانہ فرمائے۔ مگر افسوس کہ بسبب طغیانی کے وہ ہم تک نہ پہنچ سکے۔ اور نہ اُن کا جواب ادا کیا گیا۔ مگر پھر امیر المومنین کی خاص شفقت قلبی و ہمدردی آخر کار رہ نہ سکی۔ کہ اپنے ایک مخلص محب جناب حافظ ابو سعید صاحب عرب کو اس قدر دور دراز مسافت سے اور خاص اپنے ذاتی مصارف سے صرف ہم دورافتادوں اور مصیبت زدگان کی خبر گیری کے لئے روانہ فرمایا۔ جناب عرب صاحب موصوف نے یہاں تشریف لا کر باوجود اپنی علالت کے فرائض مفوضہ کو بخوبی ادا کیا۔ اور ہر ایک احمدی بھائی کو تسلی و تشفی دینے سے احمدی اخلاق کے اعلیٰ نمونہ کا کامل ثبوت دیا اور حضرت خلافت مآب کا یہ پیغام بھی پہنچایا کہ اگر کسی احمدی کے اہل و عیال اس ناگہانی طوفان سے لاوارث ہو گئے ہوں۔ یا کوئی خاندان برباد ہو گیا ہو۔ تو اُن کو اگر وہ چاہیں فوراً قادیان روانہ کر دو۔ ہم اُن کے ہر طرح سے بار برداری کے ذمہ دار و کفیل ہو جائیں گے۔

حضرت عالی کی ذات بابرکات سے ہم کو ایسی ہی امید ہے اور رہیگی۔ مگر یہ خبر یقیناً امیر المومنین اور دیگر عمائدین سلسلہ عالیہ کی خوشی کا باعث ہوگی۔ باوجودیکہ اکثر احمدیوں کے مکانات ایسے ایسے خطرناک مقامات پر واقع تھے۔ جو فی الحال کامل تباہی کا نمونہ ہیں اور جہاں سے ہزاروں نعشیں برآمد ہوئیں۔ اور اُن محلوں کے تمام مکانات بیخ و بنیاد سے اکھڑ گئے۔ اور نیست و نابود ہو گئے مگر ایک احمدی بھی بلکہ اُن کے متعلقین میں سے ایک بھی اس طوفان عظیم میں ضائع نہیں ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اب تمام جماعت احمدیہ حیدرآباد بکمال ادب بارگاہ خلافت میں گذارش پرداز ہے۔ کہ عالی جناب ہم بیکسوں اور دور افتادوں کے حق میں دعا فرماویں۔ کہ خداوند کریم ہمارے ایمانوں کو کامل کرے۔ ہماری عملی حالتیں درست ہو جائیں۔ ابتلاؤں میں استقامت عطا کرے۔ ہم میں پاک تبدیلی ہو جائے۔ اور دوسروں کے لئے پاک نمونہ ہوں۔ جبکہ ہم اس دار فانی سے کوچ کریں۔ تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سچے وفادار اطاعت گذار مخلص تابعدار ہوں۔ آمین۔

مولوی ابو سعید صاحب عرب جن کی شفقت ہر دل عزیزی ہے صاحب موصوف کا یہاں رہنا ہمارے تسکین و اطمینان کا باعث ہوتا تھا غنیمت تھا۔ لیکن اُن کی روانگی کا خیال ہم پر سخت ناگوار گذرتا ہے۔ مگر حضرت خلافت پناہی اور ارکین سلسلہ کی فکرمندی کا خیال و نیز ایک حامل بکرم کے ذریعہ ہماری حالت کے اظہار کی تمنا اس امر پر مجبور کرتی ہے۔ کہ عرب صاحب کو نہائیت شکریہ کے ساتھ رخصت کریں۔ اب ہم اپنے عریضہ کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں۔ کہ اے خداوند کریم و رحیم اُس وجود باجود کو جو تیرے پانچ لاکھ بندوں کے لئے مجسّم رحمت ہے۔ جس کی بابرکت ذات ہمارے لئے فخر و افتخار کا موجب ہے۔ اور جو تیرے پاک اور سچے فرستادہ اعلیٰ حضرت مسیح موعود (ان پر خدا کی کروڑوں رحمتیں ہوں) علیہ الصلوۃ والسلام کا پیارا اور بہت پیارا ہے۔ سالہا سال ساتھ صحت و تندرستی کے زندہ رکھ۔ اور اس کی ذات فیض مآب کے مبارک سایہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کو نشو و نما دے۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

معروضہ جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن

۱۴ شوال ۱۳۲۶ھ ۱۱ نومبر ۱۹۰۸ء۔ دوشنبہ حیدرآباد دکن

حافظ میر محمد سعید احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

تو اے پروانہ ایں گرمی ز شمع محفل داری
چو من در آتش خود سوز اگر سوز دلی داری

برادر مہربان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی باتوں کا اور آپ کے فقرات اور الفاظ کا قولہ و اقول کی طرز پر جواب دینے میں بہت لمبی عبارت اور زیادہ وقت صرف ہونے کا احتمال ہے۔ پھر بھی امید نہیں کہ وہ مدعا حاصل ہو سکے جو ذیل کی عبارت سے انشاء اللہ تعالیٰ حاصل ہوگا۔ میں جو کچھ لکھنا شروع ہوگا۔ اُس کو پڑھتے ہوئے آپ کبیدہ خاطر تو ہوں گے۔ لیکن خاتمہ تک پہنچکر غالباً آپ کی تسکین ہو جائے گی۔ اور آپ اپنے اعتراضات کا کافی جواب پالیں گے سُنئے اور بغور سُنئے۔ ملک میں گدی نشین صوفیوں اور جبہ پوش مولود خوانوں کی کمی نہیں۔ یقیناً آپ بہت سے صوفیوں اور وظیفیوں سے واقف ہوں گے۔ جن کی تمام ہمتیں اوراد و وظائف اور مریدین کو حلقہ میں توجہ دینے اور ترک حیوانات وغیرہ کے مجاہدات تعلیم کرنے میں صرف ہوتی ہیں۔ اس زمانہ میں دیندار اور باخدا ہونے کا ثبوت عام طور پر ان باتوں میں محدود سمجھا جاتا ہے۔ کہ کسی بزرگ کی اولاد میں ہونا۔ راتوں کو اُٹھ کر ذکر کرنا۔ چلہ میں بیٹھنا۔ ترک حیوانات کرنا۔ ہر وقت تسبیح ہاتھ میں رکھنا اور اُس کے دانوں کو حرکت دینا۔ حزب البحر اور حزب الاعظم اور درود تاج وغیرہ وغیرہ وظائف پڑھنا۔ باتیں بہت کم کرنا یا اشاروں سے باتیں کرنا۔ یا ایسا وعظ کہ سامعین کو رُلا دینا۔ دُنیا داروں سے قطع تعلق کرنا۔ ہر شخص سے فروتنی اور عاجزی کے ساتھ پیش آنا۔ غرضیکہ اسی قسم کی بہت سی باتیں ہیں جو عام لوگوں کی نگاہ میں دینی اعتبار سے کسی شخص کو معزز بنا دیتی ہیں۔ ہم احمدی لوگ ان سب باتوں کے مخالف نہیں ہیں بلکہ بعض باتوں کو اچھا بھی جانتے ہیں اور اُن کے مؤید ہیں لیکن اس وقت اپنے عقائد اور خیالات سے قطع نظر میں آپ سے مستدعی ہوں کہ اب آپ ان چلہ کشی اور گوشہ نشینی کرنیوالے بزرگوں میں سے کسی ایک کو فرض کر لیجئے کہ زمانہ نبوی میں کسی ایک کو نبی کریم اور اصحاب نبی کریم کی زیارت کے لئے جاتا ہے وہاں جا کر کیا دیکھتا ہے کہ نبی کریمؐ اسلحہ جنگ زیب تن کئے ہوئے اپنے مسلح اصحابؓ کے جھرمٹ میں کھڑے ہیں اور مکہ پر فوج کشی کی تیاری اور مشورہ میں ہیں جو بزدلوں کو جنگ کی ترغیب دے رہے ہیں اور جو لوگ لڑائی سے جی چراتے ہیں اُن کو اُس مجمع میں نہائیت حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ زبیر بن العوامؓ اپنی تلوار کا امتحان کر رہے ہیں اور سعد بن وقاصؓ اپنی کمان اور عبدالرحمنؓ بن عوف اپنے نیزے کو ٹھیک کر رہے ہیں اب غور فرمائیے کہ یہ بیچارہ ہندوستان کی آلو مٹر کی دال کے ساتھ چند لقمے کھانے والا اور جس نے کبھی اپنے ہاتھ سے ایک مرغی تک بھی ذبح نہیں کی ضرور حیران ہوگا اور اپنے دل میں کہیگا کہ یہ لوگ تو بڑے خونخوار بے رحم اور فسادی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ اُس خانقاہی فقیر کے وقت اُس بیچارے کی کچھ زیادہ آؤ بھگت بھی نہ ہوگی اور نہ کوئی اُس کی تعظیم و تکریم کے لئے اُس کے گرد جمع ہوگا۔ ایک دوسرا نظارہ بھی دیکھئے کہ امیر تیمور کی فوج کا ایک نہائیت بہادر سپاہی جو تیمور کی تمام لڑائیوں میں شریک رہا ہے بڑے شوق کے ساتھ اُس شفیع الناس سید الثقلین خاتم الانبیاء اور اُن کے بہادر واقبال مند اصحاب کرام کی زیارت کے واسطے ملک حجاز کا سفر اختیار کرتا ہے اور نبی کریم کی خدمت بابرکت میں اُس وقت پہنچتا ہے جبکہ حدیبیہ کا صلحنامہ تحریر ہو رہا ہے وہ دیکھتا ہے کہ کفار مکہ محمد رسول اللہ کے بجائے محمد بن عبد اللہ لکھنے کو کہتے ہیں اور نبی کریم باوجود بہادر اصحاب کی ایک معقول جماعت ہمراہ رکھنے کے اور اصحاب کرام کے ناراض ہونے کے بھی پرواہ نہ کر کے کفار کی اس سخت شرط کو بھی منظور کر لیتے ہیں اسی طرح بات شرطیں بھی اسی قسم کی ہیں کہ ایک خونخوار ترک اُس کو بزدلی پر محمول کر سکتا ہے۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ دونوں شخص اگر اپنی اپنی محدود لیاقت اور محدود نظر کے پیمانہ سے نبی کریم اور اُن کے اصحاب کرام کے مدارج کو ناپنے لگیں تو کہاں درست نتائج پر پہنچ سکتے ہیں جو کچھ میں نے لکھنے کا ارادہ کیا تھا وہ تو بس اسیقدر ہے جو لکھ چکا ہوں لیکن اب کسیقدر کھول کر بھی بات کہنی مناسب معلوم ہوتی ہے۔ حضرت اقدس قادیان میں رہنے والے جو عموماً مہاجر ہیں اور اپنے وطنوں مکانوں رشتہ داروں کو چھوڑ کر یہاں مدینۃ المسیح میں معمولی رہائش میں بیٹھے ہیں وہ ہرگز کسی دنیوی غرض سے یہاں نہیں پڑے۔ اُن کے حالات کا اندازہ آپ کو یا کسی کو ایک دو یا چار دن میں کیا ہو سکتا ہے۔ آپ نے تو نہیں اور ہرگز نہیں لیکن اگر کسی غیر احمدی نے بھی یہ خط لکھا۔ تو اُس میں یہ شعر لکھتا۔ تراز کافر است ہم خبر نیست۔ جمال کعبہ ایمان چہ دانی۔ سو بندہ نواز کم سے کم دو سال سے تو بالاستقلال یہاں رہنے کا فخر مجھکو حاصل ہے اور خدا کا شکر ہے کہ میرے دماغ میں مردم شناسی اور کسی اجمال کے تفصیل سے سمجھ لینے کا مادہ خداتعالیٰ نے پیدا کیا ہے میرے تعلقات بھی یہاں کے تمام بزرگوں سے صاف طور پر رہے

اشمہ وابیہ و صاحبتہ و بنیہ کا مضمون نالیان دکن پر پورے طور سے صادق آرہا تھا۔ بکمال شفقت و مرحمت کئی رجسٹرڈ خطوط و تار روانہ فرمائے۔ مگر افسوس کہ بسبب بدامنی کے وہ ہم تک نہ پہنچ سکے۔ اور نہ اُن کا جواب ادا کیا گیا۔ مگر پھر امیر المومنین کی خاص شفقت قلبی و ہمدردی آخر کار یہ کئے بغیر نہ رہ سکی۔ کہ اپنے ایک مخلص محب جناب حافظ ابو سعید صاحب عرب کو اس قدر دور دراز مسافت سے اور خاص اپنے ذاتی مصارف سے صرف ہم دور افتادوں اور مصیبت زدوں کی خبر گیری کے لئے روانہ فرمایا۔ جناب عرب صاحب موصوف نے یہاں تشریف لاکر باوجود اپنی علالت کے فرائض مفوضہ کو بخوبی ادا کیا۔ اور ہر ایک احمدی بھائی کو تسلّی و تشفّی دینے سے احمدی اخلاق کے اعلیٰ نمونہ کا کامل ثبوت دیا اور حضرت خلافت مآب کا یہ پیغام بھی پہنچایا۔ **کہ اگر کسی احمدی کے اہل وعیال اس ناگہانی طوفان سے لاوارث ہوگئے ہوں۔ یا کوئی خاندان برباد ہوگیا ہو۔ تو اُن کو اگر وہ چاہیں۔ فوراً قادیان روانہ کردو۔ ہم اُن کے ہر طرح سے بار برداری کے ذمہ دار و کفیل ہو جائیں گے۔**

حضرت عالی کی ذات بابرکات سے ہم کو ایسی ہی امید ہے اور رہیگی۔ مگر یہ خبر یقیناً امیر المومنین اور دیگر عمائدین سلسلہ عالیہ کی خوشی کا باعث ہوگی۔ باوجودیکہ اکثر احمدیوں کے مکانات ایسے ایسے خطرناک مقامات پر واقع تھے۔ جو فی الحال کامل تباہی کا نمونہ ہیں۔ اور جہاں سے ہزاروں نعشیں برآمد ہوئیں۔ اور اُن محلوں کے تمام مکانات بیخ و بُنیاد سے اُکھڑ گئے۔ اور نیست و نابود ہو گئے مگر ایک احمدی بھی بلکہ اُن کے متعلقین میں سے ایک بھی اس طوفان عظیم میں ضائع نہیں ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اب تمام جماعت احمدیہ حیدر آباد بکمال ادب بارگاہ خلافت میں گذارش پرداز ہے۔ کہ عالی جناب ہم بیکسوں اور دور افتادوں کے حق میں دعا فرما دیں۔ کہ خداوند کریم ہمارے ایمانوں کو کامل کرے۔ ہماری عملی حالتیں درست ہو جائیں۔ ابتلاؤں میں استقامت عطا کرے۔ ہم میں پاک تبدیلی ہو جائے۔ اور دوسروں کے لئے پاک نمونہ ہوں۔ جبکہ ہم اس دار فانی سے کوچ کریں۔ تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سچے و وفادار اطاعت گذار مخلص تابعدار ہوں۔ آمین۔

مولوی ابو سعید صاحب عرب جن کی شفقت بردرانہ مرتبہ سے صاحب موصوف کا یہاں رہنا ہمارے تسکین و اطمینان کا باعث ہوتا تھا مغتنم تھا۔ لیکن اُن کی روانگی کا خیال ہم پر سخت ناگوار گذرتا ہے۔ مگر حضرت خلافت پناہی اور ارکین سلسلہ کی فکر مندی کا خیال و نیز ایک حامل کرم کے ذریعہ ہماری حالت کے اظہار کی تمنّا اس امر پر مجبور کرتی ہے۔ کہ عرب صاحب کو نہایت شکریہ کے ساتھ رخصت کریں۔ اب ہم اپنے عریضہ کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں۔ کہ اے خداوند کریم و رحیم اُس وجود باجود کو جو تیرے پانچ لاکھ بندوں کے لئے مجسّم رحمت ہے۔ جس کی بابرکت ذات ہمارے لئے فخر و افتخار کا موجب ہے۔ اور جو تیرے پاک اور سچے فرستادہ اعلیٰ حضرت مسیح موعود (ان پر خدا کی کروڑوں رحمتیں ہوں) علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیارا اور بہت پیارا ہے۔ سالہا سال ساتھ صحت و تندرستی کے زندہ رکھ۔ اور اس کی ذات فیض مآب کے مبارک سایہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کو نشوونما دے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

معروضہ جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن

۱۴ شوال ۱۳۲۶ھ ۱۱۔ نومبر ۱۹۰۸ء۔ دوشنبہ حیدر آباد دکن

حافظ میر محمد سعید احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ حیدر آباد دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

تو اے پروانہ ایں گرمی زشمع محفل داری
چو من در آتش خود سوز اگر سوز دلی داری

برادر مہربان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کی باتوں کا اور آپ کے فقرات اور الفاظ کا قولہٗ و اقول کی طرز پر جواب دینے میں بہت لمبی عبارت اور زیادہ وقت صرف ہونے کا احتمال ہے۔ پھر بھی امید نہیں۔ کہ وہ مدعا حاصل ہوسکے جو ذیل کی عبارت سے انشاء اللہ تعالیٰ حاصل ہوگا۔ میں جو کچھ لکھنا شروع ہوگا۔ اُس کو پڑھتے ہوئے آپ کبیدہ خاطر تو ہوں گے۔ لیکن خاتمہ تک پہنچکر غالباً آپ کی تسکین ہو جائے گی۔ اور آپ اپنے اعتراضات کا کافی جواب پالیں گے سُنئے اور بغور سُنئے۔ ملک میں گدی نشین صوفیوں اور جبہ پوش مولود خوانوں کی کمی نہیں۔ یقیناً آپ بہت سے صوفیوں اور وظیفیوں سے واقف ہوں گے۔ جن کی تمام ہمتیں اوراد و وظائف اور مریدین کو حلقہ میں توجہ دینے اور ترک حیوانات وغیرہ کے مجاہدات تعلیم کرنے میں صرف ہوتی ہیں۔ اس زمانہ میں دیندار اور باخدا ہونے کا ثبوت عام طور پر ان باتوں میں محدود سمجھا جاتا ہے۔ کہ کسی بزرگ کی اولاد میں ہونا۔ راتوں کو اُٹھ کر ذکر کرنا۔ چلّہ میں بیٹھنا۔ ترک حیوانات کرنا۔ ہر وقت تسبیح ہاتھ میں رکھنا اور اُس کے دانوں کو حرکت دینا۔ حزب البحر اور حزب الاعظم اور درود تاج وغیرہ وغیرہ وظائف پڑھنا۔ باتیں بہت کم کرنا یا اشاروں سے باتیں کرنا۔ یا ایسا وعظ کہ سامعین کو رُلا دینا۔ دُنیا داروں سے قطع تعلق کرنا۔ ہر شخص سے فروتنی اور عاجزی کے ساتھ پیش آنا۔ غرضیکہ اسی قسم کی بہت سی باتیں ہیں جو عام لوگوں کی نگاہ میں دینی اعتبار سے کسی شخص کو معزز بنا دیتی ہیں۔ ہم احمدی لوگ ان سب باتوں کے مخالف نہیں ہیں۔ بلکہ بعض باتوں کو اچھا بھی جانتے ہیں اور اُن کے مؤید ہیں لیکن اس وقت اپنے عقائد اور خیالات سے قطع نظر میں آپ سے مستدعی ہوں کہ اب آپ ان چلّہ کشی اور گوشہ نشینی کرنیوالے بزرگوں میں سے کسی ایک کو فرض کر لیجئے کہ زمانہ نبوی میں کسی ایک کو نبی کریمؐ اور اصحاب نبی کریم کی زیارت کے لئے جاتا ہے وہاں جاکر کیا دیکھتا ہے کہ نبی کریمؐ اسلحہ جنگ زیب تن کئے ہوئے اپنے مسلح اصحابؓ کے جھرمٹ میں کھڑے ہیں اور مکہ پر فوج کشی کی تیاری اور مشورہ ہو رہے ہیں بزدلوں کو جنگ کی ترغیب دے رہے ہیں اور جو لوگ لڑائی سے جی چراتے ہیں ان کو اس مجمع میں نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ زبیر بن العوامؓ اپنی تلوار کا امتحان کر رہے ہیں اور سعد بن وقاصؓ اپنی کمان اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف اپنے نیزے کو ٹھیک کر رہے ہیں اب غور فرمائیے کہ یہ بیچارہ ہندوستان کی اُبلی ہوئی دال کے ساتھ چند لقمے کھانے والا اور جس نے کبھی اپنے ہاتھ سے ایک مرغی بھی ذبح نہیں کی ضرور حیران ہوگا اور اپنے دل میں کہیگا کہ یہ لوگ تو بڑے خونخوار بے رحم اور فسادی ہیں وغیرہ وغیرہ ظاہر ہے کہ اس عابد کی فوج کے وقت اُس بیچارے کی کچھ زیادہ آؤ بھگت بھی نہ ہوگی اور نہ کوئی اُس کی تعظیم تکریم کے لئے اُس کے گرد جمع ہوگا۔ ایک دوسرا نظارہ بھی دیکھئے کہ امیر تیمور کی فوج کا ایک نہایت بہادر سپاہی جو تیمور کی تمام لڑائیوں میں شریک رہا ہے بڑے شوق کے ساتھ اُس اشجع الناس سید الثقلین خاتم الانبیاء اور اُن کے بہادر و اقبالمند اصحاب کرام کی زیارت کے واسطے ملک حجاز کا سفر اختیار کرتا ہے اور نبی کریمؐ کی خدمت بابرکت میں اُس وقت پہنچتا ہے جبکہ حدیبیہ کا صلحنامہ تحریر ہو رہا ہے وہ دیکھتا ہے کہ کفار مکہ محمد رسول اللہ کے بجائے محمد بن عبد اللہ لکھنے کو کہتے ہیں اور نبی کریمؐ باوجود بہادر اصحابؓ کی ایک معقول جماعت ہمراہ ہونے کے اور اصحاب کرام کے ورغلانے کے بھی پرواہ نہ کرکے کفار کی اس سخت شرط کو بھی منظور کر لیتے ہیں اسی طرح باقی شرائط بھی جو اسی قسم کی ہیں کہ ایک خونخوار تیز اُس کو بزدلی پر محمول کر سکتا ہے۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ دونوں شخص اگر اپنی اپنی محدود لیاقت اور محدود نظر کے پیمانہ سے نبی کریمؐ اور اُن کے اصحاب کرام کے مدارج کو ناپنے لگیں تو کہاں درست نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں جو کچھ میں نے لکھنے کا ارادہ کیا تھا وہ تو بس اسیقدر ہے جو لکھ چکا ہوں لیکن اب کسیقدر کھول کر بھی بات کہنی مناسب معلوم ہوتی ہے حضرت اقدس قادیان کے رہنے والے جو عموماً مہاجر ہیں اور اپنے وطنوں مکانوں رشتہ داروں کو چھوڑ کر یہاں دارالامان میں بیٹھے ہیں وہ کارگذار کسی دنیوی غرض سے یہاں نہیں بیٹھے۔ اُن کے حالات کا اندازہ آپ کو یا کسی کو ایک یا دو یا چار دن میں کیا ہو سکتا ہے آپکے تو نہیں ہرگز نہیں لیکن اگر کسی غیر محدود کو یہی خیال ہو تو اُس میں یہ شعر لکھتا ہوں کہ فرق ہم از خبر بیت جہان ما معلوم نہیں۔ بندہ نواز کم سے کم دو سال سے تو بالا ستقلال یہاں رہنے کا فخر مجھکو حاصل ہے اور خدا کا شکر ہے کہ میرے وسائل میں اور اس سلسلہ میں اجمال کے تفصیل سے سمجھنے کا مادہ خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے میرے تعلقات بھی یہاں کے تمام بزرگوں سے صاف طور پر رہے ہیں

قدیم آریوں کے لچھن

ہندوستان میں آریہ جماعت بھی ایک نرالی جماعت ہے دُنیا کے کسی حصّہ یا ملک میں اگر کوئی خوبی کی بات ظاہر ہو۔ تو جھٹ قدیمی آریوں کی طرف اس ایجاد کو منسوب کر دیا جاتا ہے۔ حتّٰی کہ اگر یورپ یا امریکا میں کوئی نئی قسم کی مشین یا غبارہ یا توپ ایجاد ہو۔ تو سماجی ویدک علوم کی عظمت بیان کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور اگر کسی مذہب میں عمدہ اخلاق تہذیب اور شائستگی نظر آئے۔ تو اسے ویدوں کا سرقہ بتا دیا جاتا ہے۔ غرض یہ چال بازی اور دھوکہ دہی ہے۔ جس سے لوگوں کو اپنے جال میں پھانسنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جس سماجی اخبار یا رسالہ کو دیکھو۔ اس میں یہی ہر ٹر بونگ مچی ہوئی ہوتی ہے۔ کہ ہندوستان ترقی نہیں کر سکتا اور نہیں کرے گا۔ جب تک پُرانے آریوں کے نقش قدم پر نہیں چلیگا۔ چونکہ جس شخص کو پُرانے آریوں کے لچھن معلوم نہ ہوں۔ وہ حیران ہوتا ہے۔ کہ ہے ایشور! پُرانے آریوں کے لچھن کیا بند نہ ہوں گے۔ اس لئے عام لوگوں کی آگاہی کے لئے پُرانے آریوں کی تہذیب اور شائستگی کو ذیل میں درج کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ آریہ سماج لوگوں کو کہاں لیجانا چاہتی ہے۔ اور ان کے بزرگوں میں ترقی کے کون سے اوصاف تھے؟ بہرحال یہ مضمون ہندوؤں کے سب فرقوں کے لئے بالخصوص اور ماسوائے ہندوؤں کے دیگر قوموں کے لئے بالعموم فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

لالہ دولت رائے صاحب مشہور آریہ مصنّف "سوامی دیانند کیا پیغام لایا" "سچّا یاتری" - کوشلیا - بھیشم پتامہ - نانک دیو - رانی تارا - ارجن دیو - وغیرہ وغیرہ نے ایک کتاب در بارہ مہابھارت یعنی اصلی مہابھارت حال میں شایع کی ہے۔ جس میں انہوں نے بڑی محنت اور جانفشانی سے اصلی اور نقلی مہابھارت کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ابتدائے کتاب میں ایک پُرزور دیباچہ لکھا ہے۔ اس میں لالہ صاحب نے مہابھارت کے زمانہ۔ بھارت کے مہارشیوں کے اخلاق۔ عادات۔ اطوار۔ تہذیب اور شائستگی کا بڑی تحقیق سے تذکرہ لکھا ہے اور یہ ثابت کر دکھایا ہے۔ کہ دُنیا میں کوئی ملک یا کوئی قوم اگر ترقی کر سکتی ہے۔ تو صرف ان ہی اصول پر چلنے سے۔ چنانچہ لالہ صاحب نے دیباچہ میں اپنے پوتر مسئلہ نیوگ پر بھی بڑی عمدہ بحث کرکے اس کی خوبیوں کو ظاہر کیا ہے۔ بلکہ یہ ثابت کیا ہے۔ کہ آریوں کے جتنے مشہور بزرگ اور معروف بزرگ تھے۔ وہ اکثر اس پوتر نیوگ ہی کے ذریعہ سے اس دُنیا میں تشریف لائے تھے۔ چنانچہ اس کتاب کے صفحہ ۶ پہ لکھا ہے

کہ دوسرا امر مہابھارت میں بطور شہادت اور وضاحت امور متذکرہ بالا کے مسئلہ نیوگ ہے۔ مہابھارت میں کئی اکابران زمانہ کے نام آیا ہے۔ ان میں سے چند کی پیدائش نیوگ کے قاعدے سے ہونا بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً چیتر انگدر اور چتر ورسیہ یہ نیوگ زادے تھے۔ دھرت راشٹر اور پانڈو نیوگ زادے۔ یدھشٹر اور ارجن وغیرہ بھی نیوگ زادے خیال کئے جاتے ہیں۔ بدرہ اور کرن کنواری ماؤں سے پیدا ہوئے تھے۔ بیاس ویدوں کا مؤلف یا مصنّف بھی غیر شادی شدہ جورؤں کی اولاد تھا (ناظرین اس فقرہ کو بغور ملاحظہ فرما دیں) درونا اور کرپاچارج کی پیدائش کی نسبت یہی شُبہ ہے۔ باوجود ان واقعات کے جو مہابھارت میں درج ہیں۔ دیگر ایسے واقعات اُن کی پیدائش کی نسبت بیان کئے گئے ہیں۔ جو نیوگ کے خیال پر پردہ ڈالدیں۔ یا ناجائز ولادت کے خیال کو چھپاویں۔ (بڑی غلطی کی) حالانکہ یہ خیال مہابھارت کے زمانہ کے بعد کے ہیں۔ مہابھارت کے زمانہ میں نہ ایسی اولاد معیوب خیال کی جاتی تھی۔ اور نہ نیوگ کو بُرا سمجھا جاتا تھا۔ (بھلا کون ایسے پوتر کام کو بُرا سمجھے) کیونکہ ایک وقت نیوگ کو ناجائز تصوّر نہیں کرتے تھے (بھلا کیوں ناجائز تصوّر کیا جائے ایسی نعمت خداداد کو کون چھوڑتا ہے)۔

غرضیکہ اس قسم کے کئی عجیب وغریب فہم انسانی سے بالاتر مسائل بیان کرنے کے بعد لالہ صاحب موصوف صفحہ اوّل پہ مہابھارت کے مہارشیوں کی تہذیب اور شائستگی کی تصویر مندرجہ ذیل عبارت میں دُنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جو ناظرین کے بغور پڑھنے کے قابل ہے۔

(اوّل) مہابھارت میں سوائے ویدوں کے کسی اور مذہبی کتاب کا ذکر نہیں آیا (شُکر ہےؔ)

(دوم) کسی قسم کی دیگر عبادت ایشور کی ان میں مذکور نہیں۔ اور وہ بطریق سندھیا (دیگر دیوتاؤں کو اطلاع ہو گئی۔ تو وہ ضرور کوئی اودھم مچائیں گے)

(سوم) کسی اوتار کا اس میں تو ذکر نہیں۔ سوائے کرشن کے اور کرشن کی الوہیت بھی ایسے حصّوں میں بیان ہوئی ہے جو بعد کے شامل شدہ ہیں۔ رامچندر کا نام تو آیا ہے (ہندو بغور پڑھیں۔ اور اپنے بڑوں کی تعظیم کی داد دیں) لیکن ان کا اوتار ہونا اُس میں ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ اصل حصّہ میں کرشن کو بھی اوتار نہیں تسلیم کیا گیا۔

(چہارم) اصل مہابھارت کے تواریخی حصّے میں کسی دیو کا ذکر نہیں ہے۔ ملاوٹی حصّوں میں صرف وشنو۔ اِندر۔ شیو کا نام ملتا ہے۔ دیگر بیشمار دیوتے جو آجکل ہم سُنتے ہیں ان کا کوئی ذکر درج نہیں ہے۔ (مہابھارت میں نہیں۔ تو کیا ڈر ہے۔ وید میں ہزارہا دیوتاؤں کی پرستش کی تعلیم موجود ہے۔

(پنجم) برہمنوں کو بہ لحاظ اعلیٰ برن ہونے کے کوئی خاص بزرگی اس زمانہ میں حاصل نہ تھی۔ بلکہ کھتری برہمنوں سے افضل خیال کئے جاتے تھے۔

(ششم) برہمن اپنی لڑکیاں کھتریوں کو بیاہ دیتے تھے۔ (بڑی مبارک رسم تھی)

(ہفتم) برہمن علم اسلحہ سیکھتے تھے۔

(ہشتم) نیوگ کا رواج تھا۔ اگر بیاہ نہ ہو۔ اولاد پیدا کرلی جاوے۔ تو ایسی اولاد چنداں معیوب خیال نہیں کی جاتی تھی (یہ اولاد معیوب کیوں خیال کی جاوے۔ جبکہ اس میں کئی فائدے ہیں۔ نہ کسی مرد کا دباؤ اور نڈر اور آزادی کی آزادی۔ اولاد کی اولاد۔ آریوں کا فرض ہے کہ اس پوتر رسم کا بڑی جانفشانی سے بھارت ماتا میں رواج دیں)

(۹) یگ میں جانور قربانی کئے جاتے تھے۔ بلکہ انسانی قربانی کا بھی رواج تھا۔ لیکن کم (شکر ہے۔ کہ مسلمانوں کی جان چھوٹی)

(۱۰) رشی اور برہمن گوشت استعمال کرتے تھے۔ گو کلیہ قاعدہ نہ تھا۔ (مسلمانوں کو خوش ہونا چاہئیے۔ کہ آریہ تو ان کے بھائی نکلے۔ گھاس پارٹی والو۔ اب تو مان لو۔)

(۱۱) بھینس کا شکار مروج تھا۔ (گنگے ہی نے بُرا کیا تھا)

(۱۲) اصل باشندوں کو آریہ لوگ راکشس۔ دیت اور پشاچ وغیرہ کہتے تھے۔ اور انھیں کا نام شودر تھا۔ ان کو حقیر سمجھا جاتا تھا۔ (اس برتے پر تتا پانی۔ عالمگیر برادری کے مدعی شرم کریں)

(۱۳) عورتیں مردوں کی مجلس میں گو بے نقاب آتی تھیں۔ لیکن مُنہ ڈھانپ آنے کا بھی کسی قدر رواج تھا (اس لئے کہ انسانی کانشنس اس بات کا ہادی ہے۔ کہ عورت غیر مردوں کے سامنے بے حجاب نہ ہو)

(۱۴) عورتیں اور مرد مل کر رقص وسرود کی محفل کیا کرتے

ؔ شکر ہے کہ آریہ بھی اب ویدوں کو انسان کے بنائے ہوئے ماننے لگے ہیں۔ سچائی اپنی خود ہی دلیل ہوتی ہے۔

تھے۔ عورتوں اور مردوں میں مل کر ناچنے کا رواج تھا۔ جو موجودہ زمانہ کے اہل یورپ کے بال ناچ سے کسیقدر مشابہ معلوم ہوتا ہے۔ امرا کی عورتیں بھی گانا اور ناچنا سیکھتی تھیں۔ (آریوں کو چاہئے کہ وہ اس رسم کی تو ضرور پابندی کریں۔ پھر دیکھیں دنیا میں کیسے مزے سے گزرتی ہے)۔

(۱۵) عورتیں اور مرد مجلسوں میں مل کر شراب بھی پیتے تھے۔ (سبحان اللہ۔ کیا مبارک رسم ہے۔ آریہ کیا ہوئے۔ عیش و عشرت کے شاہزادے ہوئے)۔

(۱۶) گداگری منع تھی۔

(۱۷) طریق حکومت عین اس طرح تھا۔ جس طرح اب مروج ہے۔

(۱۸) شکار کھیلنا معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ ضروری شغل متصور ہوتا تھا۔ (گھاس پارٹی کو اب تو شرم کرنی چاہئے)۔

(۱۹) ذاتوں کا امتیاز نہ تھا۔

(۲۰) گائے کا دودھ اس وقت تک نہیں دوہتے تھے جبتک اس کا بچہ گھاس کھانے کے لائق نہ ہو جائے (غالباً اس اصول کا بھی اب آریہ ورت میں اب کوئی آریہ پابند نہیں)۔

(۲۱) رشی اور برہمن بھی شراب استعمال کرتے تھے۔ (بھلا ایسی پاک چیز کو کون چھوڑ سکتا ہے)

(۲۲) نباتات میں بھی روح مانتے تھے۔ روح کا پانی کے ذریعے داخل جسم ہونا یقین کرتے تھے۔

(۲۳) عبادت کے مقابلہ میں صرف یعنی علم گیان کے ذریعہ مکتی کا حاصل ہونا آسان تصور کرتے تھے۔

(۲۴) دیگر لوگوں میں یعنی چاند ستاروں میں آبادی کا ہونا جانتے تھے۔

(۲۵) بچپن کی شادی کا رواج نہ تھا۔

(۲۶) شادی خصوصاً کھتریوں میں بذریعہ منگنی کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔ گو اس کا رواج نہ تھا۔ کرشن نے سوبھدرا اور ارجن کے معاملہ میں اپنے رشتہ داروں کو کہا تھا۔ کہ کنیا دان کیوں ہو؟ کیا وہ ہماری ملکیت ہے۔ نہیں وہ خود آزاد ہے۔ اس لئے برائے بیاہ جبراً لڑکیاں اُٹھالے جانا بہادری اور اچھا کام سمجھا جاتا تھا۔ (شاباش! مرداں چنیں کنند۔ ہندوستانیو! خبردار ہو جاؤ)۔

(۲۷) امیروں میں مرد اور عورتیں کشتی چلانا سیکھتے تھے۔

(۲۸) سوئمبر کا رواج تھا۔ لیکن عام نہ تھا۔ بڑے خاندانوں میں مروج تھا۔

(۲۹) ہون میں ہرن وغیرہ کی چربی کا استعمال مروج تھا (آہ! خدا جانے۔ اور کتنی جیو ہتھیا ہوتی ہوگی)۔

(۳۰) ہر تک سنسکاروں میں وہ رسوم کریہ کرم کی داخل نہ تھیں جو اب گرڑ پران کی رو سے مقرر ہیں۔

(۳۱) گروکل کا رواج ایسا نہ تھا۔ جیسا کہ زمانہ حال میں ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بلکہ درونا اور کرپا چارج کو بھیشم نے اپنے محل میں جگہ دی۔ کہ وہ راجکماروں کو تعلیم اور تربیت کریں۔ (گروکل کے نائیوں کو اپنے بزرگوں کے خلاف کرنا معیوب ہے۔ آگے وہ جانیں)

ناظرین! یہ ہے۔ آریہ سماج کی تہذیب اور یہ ہیں پُرانے آریوں کے لچھن۔ اب آپ ہی انصاف فرمالیں۔ کہ یہ لچھن کہاں تک شرافت کے اور اعزاز کے قابل ہیں۔ اور کہاں تک کوئی شریف آدمی ان پر عمل کر سکتا ہے۔ اور ان پر کاربند ہوکر انسان کیا کچھ دینی اور دنیوی فائدے حاصل کر سکتا ہے۔ ناظرین خود انصاف فرمالیں۔

راقم

محمد یونس (از دہلی) (البشیر)

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ دار الامان کی خبروں کا خلاصہ جلسہ سالانہ کی تیاری میں مصروفیت ہے۔ بزرگان ملت اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں۔ خاندان نبوت کی خیریت کی خبر خوش کن ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

۲۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب بالحکم حضرت خلیفۃ المسیح کالٹھ گڑھ کی جماعت کی درخواست پر ۱۲ دسمبر ۱۹۰۸ء کی صبح کو وہاں تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کے ساتھ میر محمد اسحاق بھی ہیں۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ آپ ۱۷۔ دسمبر ۱۹۰۸ء تک انشاء اللہ العزیز قادیان واپس پہنچ جائیں گے۔

دوآبہ بست جالندھر کی اس سے بڑھکر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے۔ کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے قدوم میمنت لزوم سے پہلے پہل وہی مشرف ہوا۔ میں ساکنان دوآبہ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

ڈومسٹک

۱۲۔ اور ۱۳ دسمبر کی درمیانی شب کو جس کی صبح کو اتوار کا دن تھا۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور مولود دختر کی صورت میں عطا فرمایا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس بچہ کو میرے لئے اور میرے خاندان کے لئے سعادت اور نیکی کے فرشتوں کی تربیت میں قرۃ العین بنائے۔ آمین! حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے اس کے کان میں اذان کہی۔ اور اس کا نام حامدہ تجویز فرمایا۔ آخر میں پھر دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس نام کی حقیقت اس مولود میں پیدا کرے۔ اور وہ نیکی اور خدا پرستی میں دراز عمر پاوے۔ آمین!

تازہ ترین نوٹ

ٹرکی کے لئے برٹش امیر البحر اس سے پیشتر لکھا جا چکا ہے کہ ہوس آف کامنز کے ساڑھے تین سو ممبر آور دو ممبر ایسے تھے جن میں مسٹر اسکوتھ وزیر اعظم اور مسٹر بالفور بھی شامل ہیں۔ اپنے دستخطوں سے ایک ایڈریس ۷ دسمبر کو ٹرکی کی پارلیمنٹ اس کے افتتاح کے روز بھیجا ہے۔ جس میں نئی پارلیمنٹ کی نسبت بہت سی خوشگوار امیدیں ظاہر کی گئی ہیں۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ گریٹ برٹن نے اس بات کو منظور کر لیا ہے کہ ریئر ایڈمرل (امیر البحر عقب) گیمبل کی خدمات گورنمنٹ عثمانیہ کو بیڑہ بحری کے نظم و نسق اور ترتیب جدید کے لئے مستعار دی جائیں۔ قبل ازیں انگلستان کے بہت سے فوجی افسر ٹرکی کو بصورت جنگ اپنی خدمات پیش کر چکے ہیں۔ ان تمام باتوں سے ظاہر ہے کہ انگلستان و ٹرکی میں دوستی و وفاق کی پینگیں بڑھ رہی ہیں۔ جس پر ہندوستان کے مسلمان خوشی سے پھولے نہیں سماتے اور برٹش گورنمنٹ کے بیحد مشکور و رہین منت ہو رہے ہیں۔

جنگ بخلاف سیڈیشن بارسیال و کلکتہ میں گذشتہ دو تین روز سے بہت سے بنگالی لیڈروں کی گرفتاریاں وقوع میں آئی ہیں چنانچہ یکشنبہ کی صبح کو ڈپٹی کمشنر ایڈیشنل مجسٹریٹ و ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے بارسیال میں بابو اسونی کمار دت کے مکان کو گھیر لیا۔ نیز پولیس کا ایک اور دستہ بابو ستیش چندر چٹرجی ایم اے پروفیسر برجموہن کالج سابق سکرٹری سوادیشی بند مترسبھا کے گھر پر بھیجا گیا۔ اسونی بابو ایک اور مکان میں جو پاس ہی ہے پوجا پاٹ میں مصروف تھا۔ اطلاع ہونے پر وہ گھر لوٹ آیا۔ نصف گھنٹہ کی مہلت میں اُس نے کپڑے بدلے کچھ روپیہ اور بستر ساتھ لیا اور کنبہ کو الوداع کہکر باہر نکلا۔ بندے ماترم کا نام بار بار اس کی زبان پر آتا تھا۔ بھاری مجمع جو باہر فراہم ہو گیا تھا۔ اسے دیکھکر بندے ماترم کے نعرے لگائے۔ اسونی کمار کو گاڑی پر سوار کراکر ساحل بحر پر لے گئے۔ لوگوں کا ہجوم دریا تک پیچھے پیچھے چلا آیا۔ ستیش بابو سڑک پر گرفتار ہوکر کنارۂ دریا پر لایا گیا جہاں دخانی کشتی پورشیہ نامی تیار تھی۔ ستیش و اسونی کو اُس پر سوار کرا دیا گیا اور کشتی نامعلوم منزل مقصود کو روانہ ہوگئی۔ تین بجے بعد دوپہر کے کشتی مذکور پھر بارسیال واپس آئی جس سے منکشف ہوا۔ کہ اسونی کمار و ستیش چندر کسی دوسری جگہ منتقل کئے گئے ہیں۔

جدید قانون فوجداری کے مطابق گرفتاریاں پولن داس جو قومی والنٹیرز سمیتی (ایسوسی ایشن) کا کپتان ہے۔ اپنے لفٹنٹ بھوبنیش چندر ناگ کے ساتھ ڈھاکہ میں گرفتار کرکے خاص سٹیمر میں بحفاظت گارڈ کلکتہ لایا گیا کہتے ہیں کہ یہ گرفتاری نئے قانون کے مطابق عمل میں آئی ہے جس کی ہائیکورٹ کی خاص عدالت میں تحقیقات ہوگی۔ بابو سبودھ چندر ملک کے بھی بنارس میں گرفتار ہونے کی خبر موصول ہوئی ہے۔ (از روزانہ پیسہ اخبار)

صدقہ

سیالکوٹ کے اخبار وکٹوریہ پیپر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں سے صدقہ کے متعلق مندرجہ ذیل فقرات جمع کئے ہیں۔ ایڈیٹر

ایک شخص مفلوک الحال ہے۔ اور اُس کے پاس اتنی بھی معاش نہیں۔ کہ وہ آرام سے صرف ایک ہی وقت اُس سے بسر کر سکے۔ دوسرا تمول کے لحاظ سے فقرات دنیا سے بالکل مستغنی الاحوال ہے۔ ان دونوں میں اگر ملاقات ہو اور آپس کی حیثیت سے دونوں پر ایک دوسرے کا بھید اگچھ اثر پڑے۔ وہ کسی بیان کا محتاج نہیں۔ پس اگر متمول سچی خیرات کو جانتا ہے۔ اور اُس کے مفہوم سے کماحقہ آشنا ہے۔ تو بنی نوع انسان کی فلاکت سے متاثر ہو کر بقار نظام عالم اور اُس کے سلسلہ کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے اُن کمزوریوں کے دور کرنے میں مال خرچ کرے۔ جو خدا نے اس کو صرف اس مفہوم کے ادا کئے جانے کی غرض سے دیا ہے۔

خداوند جل شانہ کا عطائے تمول صرف عالم کے اس نظام کو برقرار رکھنے کے لئے ہے جو امداد سے متعلق ہے۔

افسوس ہے۔ کہ پُرانے فیشن کے لوگ ہفتاد ہزار کی تعداد درجات کی ابحث میں آکر خیرات کے سچے مفہوم سے کہیں دور پڑے ہوئے ہیں۔ اور خدا کے خزانچی اپنے فرائض باحسن الوجوہ انجام نہیں دیتے۔

اگر کوئی مسکین تمہارے دروازے پر بغرض حصول مدد آوے۔ اُس کی اعانت کرو۔ اگرچہ تھوڑی ہی چیز سے ہو۔ رسول علیہ السلام۔

پڑوسی کی مدد کرنے کے لئے یہ خیال نہ کیا کرو۔ کہ کسی بڑی ہی چیز سے ہو۔ رسول علیہ السلام۔

انسان پر صدقہ واجب ہے۔ اگر مال سے نہ ہو سکے ہاتھ سے کسی کو مدد دو۔ ہاتھ سے نہ ہو۔ کسی پریشان کی پریشانی دور کرو۔ مظلوم کی دادرسی کرو۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو بُرائی سے بچنے اور بچانے کی کوشش کرو۔ یہ تمام باتیں خیرات وصدقہ ہیں (رسول علیہ السلام)

دو شخص میں انصاف کرنا کسی کو سواری چڑھنے میں مدد دینا۔ بوجھ اٹھا دینا۔ نیکی کی تعلیم کرنا۔ رستہ سے تکلیف دہ اشیا کا دور کرنا تمام صدقہ وخیرات ہیں۔ (رسول علیہ السلام)

پیاسے آدمی اور دیگر جاندار کو پانی پلانا بھی خیرات ہے۔ (رسول علیہ السلام)

خوشی سے ملنا جلنا۔ کسی بھائی کا معمولی سا کام کر دینا صدقہ ہے (رسول علیہ السلام)

اندھے کو رستہ بتلا دینا۔ ہڈی اور کانٹے وغیرہ کو رستہ سے اُٹھا کر الگ پھینک دینا بھی صدقہ ہے (رسول علیہ السلام)

مال اس لئے دیا گیا ہے کہ اس سے دوسروں کی مدد کرو۔ (رسول علیہ السلام)

غریب کا حق غنی پر ہے۔ (رسول علیہ السلام)

مالدار خدا کا خزانچی ہے۔ (رسول علیہ السلام)

گھر والوں سے سلوک کرتے رہا کرو (رسول علیہ السلام)

اگر کسی کام کے کرنے کو اپنا آدمی عاریتاً دیدو خیرات ہے (رسول علیہ السلام)

شوربے میں بہت سا پانی بڑھا کر اُس سے پڑوسی کی بھی مدد کیا کرو (رسول علیہ السلام)

اولاد کی مدد کرنا اُن کو کھلانا پلانا صدقہ ہے (رسول علیہ السلام)

بھوکے کو روٹی کھلانا عمدہ خیرات ہے (رسول علیہ السلام)

ان زرین اقوال سے خیرات وصدقہ کا حقیقی مفہوم روز روشن کی طرح مبرہن ہے۔